ایک جھوٹی کہانی کا سچ

اور دوسرے افسانے

اسرار گاندھی

ایک جھوٹی کہانی کا سچ

اور دوسرے افسانے

اسرار گاندھی

انتساب

برادرِ محترم **فضیل جعفری**

کے نام

کہ جن کی بے پناہ محبت اور شفقت میری زندگی میں پوری طرح شامل ہیں

اور زندگی کا حاصل بھی ہیں۔

اور

برادرِ عزیز **نورالحسنین**

کی بے لوث یاری کے نام

کہ جن کا قرض میں شاید کبھی نہ اتار سکوں

اسرار گاندھی

اسرار گاندھی کی افسانہ نگاری

مشتاق عامر

جدیدیت کے زوال پزیر دور میں جن افسانہ نگاروں نے اپنی منفرد شناخت قائم کی ان میں اسرار گاندھی کا نام اہمیت کا حامل ہے۔ ستر کی دہائی کو اردو افسانے کا جدیدیت سے انحراف کا زمانہ کہا جا سکتا ہے۔ یہ وہ دور ہے جس میں افسانہ لکھنے والوں کی ایک نئی نسل کا ورود ہوا ۔اس دور میں لکھے افسانوں میں اسلوب، زبان و بیان اور تکنیک کے ساتھ ہی افسانے کی تفہیم پر خاص زور دیا گیا۔ افسانے کی سطح پر کئی طرح کی تبدیلیاں دیکھنے میں آئیں۔ افسانہ نگاروں نے اپنی تخلیقات میں طرح طرح تجربات کئے۔ نئی نسل نے آزادانہ طور سے ہر موضوع پر افسانے تحریر کئے۔ ان افسانہ نگاروں نے اردو افسانوں میں ایک ایسے لچک دار اسلوب کی بنیاد ڈالی جس میں ہر طرح کے موضوع کو شامل کیا جا سکتا تھا۔ اسرار گاندھی نے اپنا پہلا افسانہ ''الجھی ڈور'' ۱۹۷۴ میں لکھا جو کہ نیا دور میں شائع ہوا۔ اس طرح ان کا تخلیقی سفر لگ بھگ نصف صدی پر محیط ہے۔ اب تک ان کے افسانوں کے چار مجموعے منظر عام پر آ چکے ہیں۔ ان کا پہلا مجموعہ 'پرت پرت زندگی' ۱۹۹۸ میں شائع ہوا۔ اس کے بعد ان کا دوسرا مجموعہ 'رہائی' ۲۰۰۴ میں، تیسرا مجموعہ 'غبار' ۲۰۱۴ میں اور منتخب افسانوں پر مشتمل ان کا چوتھا مجموعہ 'ایک جھوٹی کہانی کا سچ' ۲۰۱۷ میں شائع ہوا۔ ان چاروں مجموعوں میں ہمیں افسانوں کے مختلف رنگ دکھائی دیتے ہیں۔ اردو افسانوں میں نت نئے تجربات اور بدلتے رجحانوں کا

ذ کر کرتے ہوئے طارق چھتاری نے ایک جگہ لکھا ہے:

’’ اردوافسانہ اپنے ناتواں کندھوں پر ہر نئی ادبی تھیوری کا بوجھ اٹھانے کو ہمہ وقت تیار رہتا ہے۔ یہ اس
کی خوبی بھی ہے اور کمزوری بھی۔ خاص طور سے ترقی پسند اور جدید دور کے افسانوں نے اس سعادت مندی کا بے پناہ ثبوت دیا تھا، مگر مابعد جدید دور میں محسوس ہوتا ہے کہ اردو افسانہ کسی ادبی تھیوری سے متاثر نہیں بلکہ گذشتہ منفی ادبی رجحان سے بیزار ہو کر اپنی ہیئت کی تشکیل نو میں مصروف ہے‘‘(۱)

مذکورہ بالا اقتباس میں طارق چھتاری نے اردو افسانے کے جس پہلو کو کمزوری سے تعبیر کیا ہے وہ دراصل اردو افسانوں میں آزادانہ تجربہ پسندی کی وہ روش ہے جسے موجودہ افسانہ نگاروں کا طرۂ امتیاز کہہ سکتے ہیں۔ یہ صحیح ہے کہ اس میں کچھ تجربے کامیاب رہے ہیں تو کچھ ناکام بھی ہوئے ہیں۔ اکیسویں صدی میں اردو افسانہ نے ایک نئی کروٹ لی ہے۔ آج کا افسانہ نگار ادبی نظریاتی حد بندیوں سے دور کھلی فضا میں سانس لے رہا ہے۔ آج کا افسانہ نگار کسی خاص نظریہ یا سیاسی وابستگی سے پوری طرح آزاد ہے۔ یہی وجہ ہے کہ افسانے کا کینوس مزید وسیع ہوا ہے۔ افسانوں میں ناپسند دیدہ اور نئے تلخ مسائل شامل کئے جارہے ہیں۔ اسرار گاندھی کے افسانوں میں ان تجربوں کو واضح طور سے دیکھا جاسکتا ہے۔ انہوں نے اپنے افسانوں میں بعض ایسے مسائل اور موضوعات شامل کئے ہیں جو اس سے پہلے اردو افسانوں میں اور کہیں نظر نہیں آتے۔ شمس الرحمان فاروقی نے ان کے افسانوں پر اپنی رائے ظاہر کرتے

فہرست

❑	بے بسی	7
❑	کہرے سے ڈھکی ایک رات	15
❑	پرت پرت زندگی	24
❑	گہرے بادل	32
❑	آڑے ترچھے دائرے	39
❑	وہ جو راستے میں کھوئی گئی	46
❑	مارکیٹنگ	52
❑	دوسری گلی	62
❑	رہائی	67
❑	خلیج	78
❑	بلّی	93
❑	راستے بند ہیں سب	100
❑	نالی میں اگے پودے	110
❑	نجات	120
❑	صیاد اجل	125
❑	اخباروں میں لپٹی روٹیاں	132

- ❑ بلیک آؤٹ 137
- ❑ مفاہمت کا عذاب 152
- ❑ محوِ حیرت ہوں 167
- ❑ غبار 174
- ❑ شاور کا شور 184
- ❑ دھوپ چھاؤں 196
- ❑ کھلی آنکھوں کا خواب 211
- ❑ ایک جھوٹی کہانی کا سچ 216
- ❑ پناہ گاہ 224
- ❑ جنگل سے پرے 234

اپنی بات

میں اس انتخاب میں شامل اپنی کہانیوں کے تعلق سے کوئی بات نہیں کروں گا۔
یہ کہانیاں خود آپ سے مکالمہ کریں گی اور آپ کو کسی نتیجہ پر پہنچنے میں مدد کریں گی۔
یقین ہے کہ آپ جن نتائج پر پہنچیں گے، ان کا اظہار ضرور کریں گے۔

اسرار گاندھی

بے بسی

نتھو نے پینے کے پانی کے لئے جب پانچویں بار آواز لگائی تو آواز سے غصہ کی جھلک صاف ظاہر ہو رہی تھی۔

اس کی بیوی جو چھوٹے چھوٹے تین چار بچوں کو کھانا دے رہی تھی، سب کچھ چھوڑ چھاڑ کر تیزی سے اٹھی اور ایک لوٹا پانی لے کر نتھو کے پاس پہنچ گئی۔

''حرامجادی اب پانی لائی ہے۔'' نتھو بیوی کو گھورتا ہوا بولا۔ پھر اس کے ہاتھ سے لوٹا لے کر غٹاغٹ پانی حلق سے یوں اتارنے لگا جیسے جنم جنمانتر سے پیاسا ہو۔

''اور؟'' بیوی نے خالی لوٹا اٹھاتے ہوئے پوچھا۔

''نہیں'' نتھو کی آواز میں اب بھی کھردراپن باقی تھا۔

اس کی بیوی گھر کے اندر چلی گئی، جہاں بچے آپس میں ایک دوسرے سے لپّاڈگّی کرنے میں مصروف تھے۔

بیوی کے جانے کے بعد نتھو نے ایک لمبی سانس لی اور نیم کے اس گھنے درخت کی پتیوں کو دیکھنے لگا جس کے سائے میں وہ چاک اور مٹی سمیت بیٹھا ہوا تھا۔ پیڑ کی تمام پتیاں ساکت تھیں جیسے اچانک ہوا نے انھیں کوئی اندوہناک خبر سنا دی ہو اور وہ ہلنا ڈلنا بھی بھول گئی ہوں۔

آج صبح سے ہی بڑی اُمس تھی۔

نتھو کی نظریں درخت کی شاخوں کو سیڑھیاں بنا کر نیچے اترتے اترتے اپنے گھر کے کھپریل پر اٹک گئیں۔

چھپر کے بہت سے کھپریل ٹوٹ چکے تھے اور جو باقی تھے وہ کسی وقت بھی چھپر کا